Negotiations 1:3 (2022) pp. 43-50 **ISSN: 2789-293X**

اقبال کے فلسفہ تعلیم میں قرآنی شواہد-دور حاضر کے تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Quranic Expressions in Iqbal's Work of Poetry- An Analytical Study in the Current Scenario

Fozia Fiaz
Assistant Professor, Islamic Studies, University of Sialkot, Sialkot.
Naveed Jamil
Professor, Education Department, University of Sialkot, Sialkot.

KEYWORDS

Philosophy

Education

Thought

Quran

DATES

Received	28-06-2022
Accepted	16-07-2022
Published	20-09-2022

QR CODE

ABSTRACT

The Holy Quran is complete code of life and guide for humanity till the day of judgment. The interpretations of Quran have deeply affected human life whatever in prose and poem. Allam Iqbal has presented the message of Allah Almighty in his work of poetry in unique and literary way. To find template his poetry is impossible. Dynamic poetry of Iqbal not only exegesis of Holy Quran but has symbolic meaning of his thinking. He has retaliated Quranic Verse" IQRA BISME RABI KALAZI" into "SABAQ PHIR PARRH SADAQAT KA ADALAT KA SHUJAET KA". His poetry has injected forceful rising in human soul and heart as well as Holy Quran is also remedy and blessing. We find in his educational philosophy, the motivation of resuming struggle, innovation of ideas and Islamic civilization in his work which is supported by Quranic verses. In this research work, Iqbal's salient features of his philosophy in the light of Quran. Above writings constitute significant material and sources in conducting our qualitative and quantitative research of the philosophical approaches to the Holy Qurān employed by Iqbal.

اس مقالے کا مقصد اقبال کی شاعری میں قرآنی آیات کے شواہد اور مخصوص معانی میں ان کا استعمال کو بیان کرنا ہے جس کی روشنی میں نئی نسل کو نہ صرف قرآن مجید کی صورت میں پیغام ربانی سے آگاہ کرنا ہے بلکہ فکر اقبال میں اس پیغام کی تشریح و توضیح بھی پیش کرنا ہے جس پر عمل کر کے دین اسلام کے تعلیمی فلسفے پر عمل ممکن ہو گا۔

فرضیہ تحقیق

قرآنی آیات میں موجود پیغام ربانی کو فکر اقبال نے کس مخصوص پیراہن میں پیش کیا ہے۔ دین اسلام کے تعلیمی فلسفے کو فکر اقبال نے کس طرح جلا بخشی ہے اور نئی نسل میں اقبال کی شاعری نے بیداری اور شعور کس طرح پیدا کر سکتی ہے؟

تحقیقی مقاصد

- قرآنی آیات اور اقبال کی شاعری میں موجود مماثلت بیان کرنا
- دین اسلام کا فلسفہ تعلیم اور فکر اقبال میں اس کا مفہوم بیان کرنا
- نوجوان نسل اور اقبال کی امید نو کی وضاحت کرنا

اقبال کی شاعری میں آیات قرآنیہ کے شواہد

قرآن مجید چونکہ تمام علوم کا ماخذ اور اسرار دینیہ کا مرکز و محور ہے جس میں تصوراتی اور غیر تصوراتی تعلیمی حقائق و معارف موجود ہیں۔ چونکہ یہ کتاب قیامت تک لاریب ہے اور خدائے وحدہ لاشریک کا حتمی و ابدی پیغام بھی لہٰذا اس کی بنیاد پر کسی بھی نئی تحقیق کی ہمیشہ گنجائش باقی رہتی ہے اور اس کے تحقیقی نتائج مستند و قابل غور ہونگے۔ اس سلسلے میں قاضی محمد ضریف لکھتے ہیں کہ اقبال کے پیغام کو کما حقہٗ سمجھا ہی نہیں جا سکتا جب تک آیات قرآنیہ سے شناسائی نہ ہو۔ جب اس زاویے سے پیام اقبال کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو اس سے ایک تو یہ بات پتہ چلتی ہے کہ قرآن اپنے سمجھنے والے کو اوج کمال تک کیسے پہنچاتا ہے اور دوسری طرف یہ حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے کہ اقبال نے قرآنی آیات میں پوشیدہ ادق مسائل اور رمز حقائق کو کس طرح پیش کیا ہے۔[1]

اقبال کی شاعری قرآن کی ہی ترجمان ہے آپ خود انتہائی وثوق سے فرمایا کرتے کہ میرے اشعار فکر و پیغام قرآنی کی منظوم تصویر ہیں:[2]

ان اشعار میں اقبال بہت بڑی بات کر رہے ہیں کہ اگر میری شاعری پیغام قرآن سے نہیں تو قیامت کے روز میں رسوا ہو جاؤں اور حضور ﷺ کے قدموں کے بوسے سے محروم کر دیا جاؤں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اقبال کو اس بات پر پختہ یقین تھا کہ علم و حکمت کا سرچشمہ صرف قرآن ہے جو انسانہ ذہنوں میں سرایت کر جاتا ہے، قلب میں پنہاں ہو جاتا ہے، باطن میں انقلاب برپا کر دیتا ہے اور یہی انقلاب ظاہر پر

---

[1] قاضی محمد شریف، **اقبال قرآن کی روشنی میں** (لاہور، شیخ غلام علی سنز، سن،ن)، 05۔

[2] اسرار احمد، **علامہ اقبال اور ہم** (لاہور: انجمن خدام القرآن، 1997ء)، 17۔

منتج ہو کر عالمی انقلاب میں بدل جاتا ہے۔[3] یہاں تک کہ اقبال مومن ہونے کے لیے تین اجزاء پر کامل ایمان ہونے کی شرط رکھتے، قرآن، عشق محمد اور شریعت۔ جب تک ان تین اجزا کی طرف رجوع نہ ہو جائے انسان مومن نہیں ہو سکتا۔[4]

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ علامہ نے دین اسلام کو اور پیغام قرآن کو اپنی شاعری کے اندر اس طرح سمو دیا ہے کہ دین کی روح پھر سے نوجوانوں کے خون میں جذب ہو گئی ہے اور وہ لاشعوری طور پر قرآن کے قریب ہونے لگے ہیں وہ نوجوان طبقہ جو قرآن سے دور ہو چکا ہے اگر قرآن کے پیغام کو اس کی حقیقی اور اصل شکل میں ان کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اسے جانی پہچانی حقیقت کے طور پر محسوس کرینگے گویا اقبال کا پورا پیام قرآن کریم کی ہی تفسیر ہے۔[5]

نور ایمان اور قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ نے قرآنی پیغام میں نور ایمان کے حصول کی دعا اور اس کی فضیلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور"[6]

ترجمہ: اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے جو انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف بلاتا ہے۔

یہی بات اقبال کی شاعری میں بھی جھلکتی ہے کہ اقبال نوجوان طبقے کو قرآن پاک کی روشنی کے حصول کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں۔ اقبال نے جابجا اپنی شاعری میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ کہیں نور ایمان کہیں نور قرآن اور کہیں اسلامی تہذیب کی ضیاء پاشیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

اقبال کی شاعری میں نور ایمان

اقبال اپنی نظم "بچے کی دعا" میں نور ایمان کے حصول کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ اس کی زندگی ایک ایسی شمع کی مانند ہو جو کفر و ضلالت کے ظلمت کدہ کی تاریکی مٹادے اور دنیا میں علم و ایمان کی کرنوں سے شب ظلمت میں اجالا کر دے۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کہ تمنا میری ------ زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری"

دور دنیا کا میرے دم سے اندھیرا ہو جائے -- ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے"[7]

ایک اور جگہ اقبال فرماتے ہیں:

دل بینا بھی کر خدا سے طلب ----- آنکھ کا نور دل کا نور نہیں"[8]

---

[3] ایضاً، 31۔

[4] خان حسنین عاقب، **اقبال بچشم دل** (مہاراشٹر: ادارہ ادب اسلامی ہند، 2015ء)، 28۔

[5]، غلام احمد پرویز، **اقبال اور قرآن** (لاہور: طلوع اسلام ٹرسٹ، 1996ء)، 05۔

[6] سورہ بقرہ: **آیت 258**۔

[7] **بانگ درا**۔

[8] محمد اقبال، **کلیات اقبال** (لاہور: مکتبہ گوہر پبلیکیشنز، س ن)، 368۔

قرآنی آیات میں نورِ بصیرت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے نورِ بصیرت پانے کے لیے دل اور دماغ کو اس کا مرکز بنایا ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں آیا ہے:

"ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب"[9]

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اس کے بعد کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

قرآن پاک میں ایک اور جگہ دل کو معرفت کا ماخذ قرار دیا ہے جو نورِ حق کو پہچاننے اور ماننے کی صلاحیت رکھتا ہے:

"افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور"[10]

ترجمہ: "کیا وہ لوگ زمین میں نہیں چلتے کہ ان کے لیے دل ہوں جن سے وہ سمجھیں، اور کان ہوں جن سے وہ سنیں، کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینے میں ہیں"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دل کو حقیقت شناس قرار دیا ہے اور بینائی سے مراد حق کو دیکھنے کی صلاحیت قرار دیا ہے اسی لیے فرمایا آنکھ کا اندھا ہونا اقرارِ حق کو مانع نہیں مگر نابینا دل آنکھ والے کو بھی بصیرت نہیں دے سکتا۔

اقبال کی شاعری میں نورِ بصیرت

علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری میں بارہا دل و دماغ کا باہمی موازنہ و مقارنہ بیان کیا ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی تفہیم میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اقبال نے بھی دل کو ہی رمزِ حق کو عالم مانا ہے مثلاً "بانگ درا" کی ایک نظم میں دل و دماغ کے مابین ایک مکالمہ پیش کیا گیا ہے:

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا۔۔۔۔ بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں"
کام دنیا میں رہبری ہے میرا۔۔ مثل خضر خجستہ پا ہوں میں
دل نے سن کر کہا یہ سب سچ ہے۔۔۔۔ پر مجھے بھی تو دیکھ کیا ہوں میں
رازِ ہستی کو سمجھتی ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں
علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو خدا جو، خدا نما ہوں میں[11]

ان اشعار میں دل کو حق شناس اور بصیرت آشنا کہا گیا ہے جو کہ پیغامِ قرآن کی ہی تشریح ہے۔

دینِ اسلام کا فلسفہ تعلیم اور فکرِ اقبال

دینِ اسلام میں تعلیم و تعلم کو جو اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وحی کی ابتداء ہی " اقراء باسم ربک الذی خلق" سے ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ میں اصحاب صفہ کا چبوترہ جسے "اقامتی یونیورسٹی" بھی کہا جاتا ہے، مسجد قبا اور دیگر نو مساجد میں رسول اللہ

---

[9] سورہ آل عمران: آیت 03۔

[10] سورہ الحج: آیت 26۔

[11] محمد اقبال، **کلیات اقبال** (لاہور: مکتبہ گوہر پبلیکیشنز، س ن)، 52۔

ﷺ نے اپنی نگرانی میں نوجوان نسل کے لیے تعلیم و تدریس کا انتظام کر رکھا تھا۔[12] اسلام میں تعلیم کا فلسفہ ان چار چیزوں پر مشتمل ہے؛ تلاوت آیات، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب اور حکمت۔[13]

قرآن پاک میں علم والوں کو عامیین پر ترجیح دی گئی ہے:

"ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون"[14]

ترجمہ: عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔

ایک اور جگہ علماء کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے:

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"[15]

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرنے والے صرف علماء ہی ہیں۔

دین اسلام میں دین اور علم کو ایک ہی دھاگے میں پرو دیا گیا ہے اسلام میں تحصیل علم کے مقاصد میں رضائے الٰہی کا حصول، اشاعت علم، قیام شریعت، حق گوئی اور نھی عن المنکر شامل ہیں ورنہ حصول علم کا مقصد بے برکت ہو جاتا ہے قرآن پاک میں اسی لیے علم، تعلیم اور علماء کی بزرگی بیان ہوئی ہے۔[16]

اقبال نے اپنی شاعری میں جو فلسفہ تعلیم پیش کیا ہے وہ دین اسلام کے تعلیمی فلسفے کا ہی ترجمان ہے وہ حصول تعلیم کا مقصد اچھے اخلاق کا حصول، اسلامی تہذیب کی پیروی، عشق مصطفیٰؐ کو قرار دیتے ہیں اور مرد مومن کو آزادی افکار، عمل پیہم اور بیداری قلب کی نصیحت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ عناصر حصول تعلیم میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جن کے گرد قوموں کی ترقی اوج ثریا تک جا پہنچتی ہے علامہ اقبال اپنی شاعری میں تمام تر توانائی قرآن سے ہی حاصل کرتے ہیں فرماتے ہیں "میں کوئی شاعر تو نہیں ہوں مگر اپنی فکر کو بیان کرنے کے لیے نظم کا اسلوب اختیار کرتا ہوں"[17]

"وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم۔۔۔۔ کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم"
"وہ علم، کم بصری جس میں ہمکنار نہیں۔۔۔ تجلیات کلیم، ومشاہدات حکیم"[18]

ایک اور جگہ اقبال لکھتے ہیں:

---

[12] محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح بخاری** (کراچی: قدیم کتب خانہ، 1961ء)، 1:22۔

[13] آل عمران: **آیت 164۔**

[14] الزمر: **آیت 09۔**

[15] فاطر: **آیت 28۔**

[16] ریاست علی ندوی، **اسلامی نظام تعلیم** (انڈیا: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، 2011ء)، 22۔

[17] ملک عبد الحکیم، کلام اقبال میں عکس قرآن (ملتان: اسلامک ریسرچ فاونڈیشن گلوبل، 2017ء)، ندارد۔

[18] محمد اقبال، **کلیات اقبال** (لاہور: مکتبہ گوہر پبلیکیشنز، س،ن)، 497۔

اور یہ اہل کلیسا کا نظام۔۔۔ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف[19]

"اقبال یہاں نام نہ لے علم خودی کا۔۔۔۔۔۔موزوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مقالات"

"آزاد کی اک آن ہے محکوم کا اک سال۔۔کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات"

"آزاد کا ہر لحمہ ہے پیام ابدیت۔۔۔۔۔۔۔محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگ مفاجات"[20]

اقبال نے ان اشعار میں دین کے احکامات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مغربی تعلیم و تہذیب پر تنقید کی ہے اقبال نے غلام قوم کو متحرک کرتے ہوئے انہیں شعور دینے کی کوشش کی ہے کہ تقدیر بھی اسی قوم کی قسمت کو عروج دیتی ہے جو آزادی اور جذبہ جنون سے آگے بڑھے بحر علم میں غوطئہ زن ہو اور اسرار کو دریافت کرے۔کیونکہ اسلام کے فلسفہ تعلیم کی بنیاد بھی تین چیزوں پر رکھی گئی ہے قرآن کی تلاوت، تزکیہ نفس اور حکمت کی تعلیم[21] اقبال دور حاضر کے تعلیمی نظام میں مادیت پرستی کے رجحان کے سخت خلاف تھے وہ تدریس کے مروجہ اسلوب پر بھی تنقید کرتے تھے ان کے نزدیک یہ طالب علم کو حیات کے سربستہ و پنہاں رموز کو افشاں کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ پیدا کرتے ہیں:

"عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے۔۔۔۔۔۔قبض کی روح تیری دے کے تجھے فکر معاش"

"اس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا۔۔۔۔۔۔۔جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش"

مدرسے نے تیری آنکھوں سے چھپایا جن کو۔۔۔۔۔۔خلوت کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش"[22]

ایک اور جگہ اقبال دور جدید کے تعلیمی رجحانات کو محض کھیل تماشے کا نام دیتے ہیں وہ طالب علموں کو کائنات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں:

"یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روارو۔۔۔۔۔اس عیش فرداں میں ہے ہر لحظہ غم نو"

"وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں۔۔۔۔جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو"

"ناداں!ادب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے۔۔۔۔۔اسباب ہنر کے لیے لازم ہے تگ و دو"[23]

اقبال اور امید نو۔۔۔۔

اقبال کی شاعری میں حصول تعلیم کا مقصد کائنات میں غور و فکر کرنے اور اپنا مقام جاننا ہے۔ انسان، کائنات اور خالق کائنات کے باہمی تعلق کو جان کر ہی انسان علم و عرفان کی منازل طے کر سکتا ہے[24]

---

[19] **ایضاً**،540۔

[20] **ایضاً**،534۔

[21] آل عمران: **آیت 164**۔

[22] محمد اقبال، **کلیات اقبال** (لاہور: مکتبہ گوہر پبلیکیشنز، س،ن)،538۔

[23] **ایضاً**،595۔

[24] غلام احمد پرویز، **اقبال اور قرآن** (لاہور: طلوع قرآن ٹرسٹ،1996ء)،59۔

جیسا کہ قرآن میں بھی انسان کو تفکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے اور جن کی فکر پر جمود طاری ہو انہیں چوپائے کہا گیا ہے:

"اولئک کالانعام بل ھم اضل"[25]

ترجمہ: یہ چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ کے مصداق جہاں اقبال تعلیمی نظام کی خرابیوں کی نشاندہی۔ امت مسلمہ کے فکری جمود پر گریہ کناں ہیں وہیں ان کی فکری بیداری سے متعلق پر امید بھی ہیں[26] جیسا کہ قرآن پاک میں امید کو مومن کے ایمان کی نشانی قرار دیا گیا:

"لاتقنطوا من رحمۃ اللہ"[27]

ترجمہ: اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہونا۔

اقبال امت مسلمہ کی نوجوان نسل میں ایک نئی روح پھونک دینا چاہتے ہیں انہیں فکری جمود کو توڑ کر، مغربی تہذیب سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ انہیں ان کے آباء کی خصوصیات یاد دلاتے ہیں اور انہیں اپنی زندگی کو قناعت کا خوگر ہونے کا درس دیتے ہیں وہ نوجوانوں سے متعلق پر امید ہیں:

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں۔۔ نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں"

نہ ہو نومید، نومیدی زوال علم و عرفاں ہے۔۔۔۔ امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں میں"[28]

اقبال احیائے دین کی جدوجہد اور تجدید ملت کی سعی میں اپنا حصہ ڈال چکے ہیں[29] اب ان کے پیغام کو نوجوان نسل تک پہنچانا قائدین ملت پر لازم ہے۔ ان کی شاعری جہاں امت مسلمہ کے نوجوانوں کی فکری حالت زار پر حرف شکایت بلند کرتی ہے وہیں انہیں مغربی تہذیب کے زہر کا تریاق بھی بتاتی ہے:

از یک آئینی مسلماں زندہ است۔۔۔۔۔۔ پیکر ملت از قرآں زندہ است"

علامہ کے مطابق مغربی تہذیب ہمیشہ اسلامی تہذیب کے ساتھ معرکۃ الارآ رہی ہے نہ ہی مغربی تہذیب سے فکری راہوں پر ضیاپاشی ہوتی ہے نہ ہی عالم غیب کی نورانیت کی کوئی جھلک اس میں ملتی ہے۔[30]

---

[25]الاعراف: **آیت179**۔

[26]رفیع الدین ہاشمی، **اقبالیات: تفہیم و تجزیہ** (لاہور: اقبال اکیڈمی، 2004ء)، 34۔

[27]الزمر: **آیت**53۔

[28]محمد اقبال، **کلیات اقبال** (لاہور: مکتبہ گوہر پبلیکیشنز، س،ن)، 433۔

[29]اسرار احمد، **علامہ اقبال اور ہم** (لاہور: انجمن خدام القرآن، 1997ء)، 32۔

[30]ابوالحسن ندوی، **نقوش اقبال** (کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1975ء)، 05۔

خلاصہ کلام

اقبال کی شاعری کا پیغام قرآن کی تشریح و توضیح کی منظوم شکل ہے۔اقبال کی شاعری میں آفاقی اور خدائی کلام کی وضاحت ادبی انداز میں اشعار کے قالب میں ڈھال کر پیش کی گئی ہے۔ان کی شاعری کی روح قرآن کا مفہوم ہے قرآن میں انسان کے لیے رشد وہدایت اور فوز وفلاح کے ساماں موجود ہیں جس کی طرف اقبال کی شاعری رہنمائی کرتی ہے یہ ہدایت جس تعلیم سے ممکن ہے وہ قرآن کی تعلیم ہے جس کے حصول کی طرف اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے نئی نسل کو راغب کیا ہے وہ اس نظام تعلیم میں مغربی تہذیب کی نقالی کو ناپسند کرتے اور نوجوان نسل کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں[31] دین اسلام میں بھی "ادخلوا فی السلم کافۃ" کہہ کر مسلمانوں کو ایک دین کی پیروی کی نصیحت کی گئی ہے اسی کی بازگشت اقبال کی شاعری کو جلابخشی ہے۔اقبال نوجوان نسل کو مرد مومن، صاحب اسرار اور شاہین کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے نئی نسل تک اقبال کا پیغام اور اس سے متعلق قرآنی تائید سے آگاہی دی جائے جو ان کے لیے دین قیم اور علم صحیح کے راستے کشادہ کرے۔: اقبالیات" کے نام سے جو موضوع طالب علموں کے لیے تجویز کیا گیا ہے اسے محض ایک مضمون نہیں بلکہ قرآنی رہنمائی کے ساتھ طلباء و طالبات کے قلوب میں راسخ کیا جائے تاکہ نئی نسل میں بیداری اور شعور پیدا کیا جاسکے۔"اقبال کی شاعری میں احادیث رسول ﷺ سے رہنمائی" اور" دیگر عصری شعراء اور اقبال کی شاعری میں قرآنی آیات کے شواہد" جیسے خطوط پر تحقیق کے دروازے کھلے ہیں جو صاحب علم و عرفاں کی آمد کے منتظر ہیں۔

☆☆☆

[31] قاسم محمود، **پیام اقبال بنام نوجوانان ملت**(لاہور: اقبال اکیڈمی، 2009ء)، 65۔